



قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

تو کہہ کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

الْفَلَق - النَّاس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا موقف :

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اس سورۃ کو اور اس کے بعد کی سورۃ کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری گواہی ہے کہ رسول اللہ نے مجھے دی کہ جبزیں نے آپؐ سے فرمایا قل اعوذ برب الفلق (پوری سورۃ) تو میں نے بھی یہی کہا۔

پھر فرمایا قل اعوذ برب الناس (پوری سورۃ) تو میں نے بھی یہی کہا۔
تو ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جس طرح حضور نے کہا۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے ان دونوں سورتوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو ان دونوں کو قرآن کریم میں سے کاٹ دیا کرتے تھے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہو، میں نے کہا۔ پس ہم بھی کہتے ہیں جس طرح حسنورتؓ نے کہا (ابو بکر حمیدی)۔

فضائل :

صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

الْمُئَرِّ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْلَّيْلَةُ لَمْ يُرَأَ مِثْلُهُنَّ قُطُّ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ چند آنینتیں مجھ پر اس رات ایسی نازل ہوئی ہیں جن جیسی کبھی نہیں دیکھی گئیں۔ پھر آپؓ نے ان دونوں سورتوں کی تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث مسند احمد میں، ترمذی میں اورنسانی میں بھی ہے۔ امام ترمذی اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔

ایک اور حدیث :

مسند میں ہے کہ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ میں حسنورتؓ کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں آپؓ کی سواری کی تکمیل تھا میں چلا جا رہا تھا کہ آپؓ نے مجھ سے فرمایا، اب آج تم سوار ہو جاؤ۔ میں نے اس خیال سے کہ اگر آپؓ کی بات نہ مانوں تو نافرمانی ہو گی، سوار ہونا منظور کر لیا، تھوڑی دیر کے بعد میں اتر گیا اور حسنورتؓ سوار ہو گئے۔ پھر آپؓ نے فرمایا:

يَا عَفْيَةُ، إِنَّا أَعْلَمُكَ سُورَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُورَتَيْنِ فَرَأَى بِهِمَا النَّاسُ؟

اے عقبہ! میں تھجے دو بہترین سورتیں کیا نہ سکھا تو جو لوگ تلاوت کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا باس یا رسول اللہؐ ضرور سکھائیں۔

پس آپؓ نے مجھ سے سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سکھائیں۔ پھر نماز کھڑی ہوئی آپؓ نے نماز پڑھائی اور ان ہی دونوں سورتوں کی تلاوت کی، پھر مجھ سے فرمایا:

تُؤْتِنَّ دِيْكَهْ لِيَا، سِنْ جِبْ تُؤْسِنَّ اُورْ جِبْ كَهْرَابْ ہو انہیں پڑھ لیا کر۔

ترمذی، ابو داؤد اورنسانی میں بھی یہ حدیث ہے۔

ایک اور حدیث:
رسول اللہ نے فرمایا:

إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَتَعَوَّدُوا بِمِثْلِ هَذِينَ:

بیشک لوگوں کے لئے پناہ حاصل کرنے کے لئے ان دو سورتوں جیسی اور کوئی چیز نہیں۔
قل اعوذ برب الافق اور قل اعوذ برب الناس۔

اور احادیث:

نسائی میں ہے کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، سوار یاں کم تھیں باری باری سوار ہوتے تھے، حضورؐ نے ایک شخص کے مونندھوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دونوں سورتیں پڑھائیں اور فرمایا جب نماز پڑھے تو انہیں پڑھا کر۔
ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص عقبہ بن عامرؓ ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن اسلم کے سینے پر ہاتھ رکھ کر آپ نے فرمایا کہ! اور وہ نہ سمجھے کیا کہیں، پھر فرمایا کہ تو انہوں نے سورۃ قل هو اللہ احد ۲ خرستک پڑھی۔
آپ نے فرمایا کہ پھر سورۃ فلت پڑھی۔
آپ نے پھر بھی یہی فرمایا تو سورۃ ناس پڑھی تو آپ نے فرمایا:
اسی طرح پناہ مانگا کر اس جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں (نسائی)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ والی وہ حدیث پہلے گزر پچلی ہے کہ حضورؐ انہیں پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک کر اپنے سر پر چڑے اور سامنے جسم پر پھیر لیتے تھے۔

موطا امام مالکؓ میں ہے کہ جب نجی بیمار پڑتے تو ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لیا کرتے تھے، جب آپؐ کی بیماری سخت ہوئی تو حضرت عائشہؓ معاذات پڑھ کر خود آپؐ کے ہاتھوں کو آپؐ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں اور اس سے قصد آپؐ کا آپؐ کے ہاتھوں کی برکت کا ہوتا تھا۔

سورہ ان کی تفسیر کے آخر میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ رسول اللہ جنات کی اور انسانوں کی آنکھوں سے پناہ مانگا کرتے تھے جب یہ دونوں سورتیں اتنیں تو آپ نے انہیں لے لیا اور باقی سب چھپوڑ دیں۔

امام ترمذی اسے حسن صحیح فرماتے ہیں۔

الْفَلْقُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلْقِ (۱)

تو کہہ کر میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں،

فلق کے معنی:

حضرت چابر فرماتے ہیں **فلق** کہتے ہیں صبح کو۔ خود قرآن میں اور رجہد ہے:

فَالْفَلَقُ الْأَصْبَاحُ (وَهُوَ صَبَحٌ كَا تَكَلَّمَنَ وَالاَلَّا هُوَ) - ۲:۹۶

بھی ابن عباسؓ سے مردوی ہے۔

سعد بن جبیرؓ عبد اللہ بن محمد بن عاقلؓ احسنؓ قادہ کی بھی بھی بھی رائے ہے۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۲)

ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے،

تمام خلوق کی برائی سے جس میں جہنم بھی داخل ہے اور ابلیس اور اولاد ابلیس بھی۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (۳)

اور اندر ہیری رات کی برائی سے جب اس کا اندر ہیرا بھیل جائے۔

غاسق سے مراد رات ہے۔

اذا واقب سے سورج کا غروب ہو جانا مراد ہے، یعنی رات جب اندر ہیرا لیے ہوئے آجائے۔

ابن زید کہتے ہیں کہ عرب شریا ستارے کے غروب ہونے کو غاسق کہتے ہیں۔ بیماریاں اور وبا کیں اس کے واقع ہونے کے وقت بڑھ جاتی تھیں اور اس کے طویل ہونے کے وقت اٹھ جاتی تھیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس سے چاند ہے۔ ان کی دلیل منداحمد کی یہ حدیث ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہاتھ تھامے ہونے چاند کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے اس غاسق کی برائی سے پناہ مانگ۔

اور روایت میں ہے کہ غاسق اذا وقب سے بھی مراد ہے۔

دونوں قولوں میں با آسانی یہ مطابقت ہو سکتی ہے کہ چاند کا چڑھنا اور ستاروں کا ظاہر ہونا وغیرہ یہ سب رات ہی کے وقت ہوتا ہے جب رات آجائے، اللہ اعلم۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (۴)

اور گرد لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائی سے بھی،

گروں پر پھونکنے والیاں:

گرد لگا کر پھونکنے والیوں سے مراد جادوگر عورتیں ہیں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ شرک کے بالکل قریب وہ منتر ہیں جنہیں پڑھ کر سائب کے کانے پر دم کیا جاتا ہے، اور آسیب زدہ پر۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت جرجیان رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے محمدؐ کیا آپ بیمار ہیں؟

آپ نے فرمایا ہاں تو حضرت جرجیان نے یہ دعا پڑھی:

اللہ کے نام سے میں دم کرتا ہوں ہر اس بیماری سے جو تجھے دکھ پہنچائے اور ہر حسد کی برائی اور بد نظر سے اللہ تجھے شفادے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (۵)

اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔

آنحضرت پر جادو کیا گیا:

اس بیماری سے مراد شاید وہ بیماری ہے جب کہ آپ پر جادو کیا گیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عاقیت اور شفای بخشی، اور حاسمہ یہودیوں کے جادو کے مکروہ کردیا اور ان کی تدبیروں کو بے اثر کر دیا اور انہیں رسول کیا۔ لیکن باوجود اس کے رسول اللہ نے کبھی بھی اپنے اوپر جادو کرنے والے کو ڈانتا ڈپانہ تک نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی کفایت کی اور آپ کو عاقیت اور شفای عطا فرمائی۔

مند احمد میں ہے کہ نبی پر ایک یہودی نے جادو کیا، جس سے کئی دن تک آپ بیمار رہے۔ پھر جب حضرت جبریل نے آپ کو بتایا کہ فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور فلاں فلاں کنوئیں میں گریں لگا کر رکھا ہے، آپ کسی کو بھیج کر اسے نکلا لیجیے۔

آنحضرت نے آدمی بھیجا اور اس کنوئیں سے وہ جادو نکوالیا، گریں کھول دیں سارا اثر جاتا رہا، پھر نہ تو آپ نے اس یہودی سے کبھی ذکر کیا اور نہ کبھی اس کے سامنے منہ میلا کیا۔

صحیح بخاری کتاب الطہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ پر جادو کیا گیا، آپ سمجھتے تھے کہ آپ ازواج مطہرات کے پاس آئے حالاً کہ نہ آئے تھے۔
حضرت سفیانؓ فرماتے ہیں کہ یہی سب سے بڑا جادو کا اثر ہے۔

جب یہ حالت آپ کی ہو گئی تو ایک دن آپ فرماتے لگئے کہ عائشہؓ میں نے اپنے رب سے پوچھا اور سیرے پر ورود کرنے بنلا دیا۔

دو شخص آئے، ایک میرے سر بانے بیٹھا، ایک پانچیوں،

سر بانے والے نے اس دوسرے سے پوچھا ان کا کیا حال ہے؟
دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔

پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟

کہا لمبید بن اعصم نے جو بھی زریق کے قبیلے کا ہے ہو یہود کا حلیف ہے اور منافق شخص ہے۔

کہا کس چیز میں؟

کہا سر کے بالوں اور سکنی میں۔

پوچھا دکھا کہاں ہے؟

کہا ترکھو رکے درخت کے چھال میں پتھر کی چٹان تک دروان کے کنوئیں میں۔

پھر حضور اس کوئیں کے پاس تشریف لائے اور اس میں سے وہ نکلوایا۔ اس کا پانی ایسا تھا گویا
مہندی کا گدلا پانی، اس کے پاس کے سمجھو رہوں کے درخت شیطانوں کے سر جیسے تھے۔
میں نے کہا بھی کہ یا رسول اللہ! ان سے بدال لیتا جائیے۔
اپنے فرمایا الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی اور میں لوگوں میں برائی پھیلانا پسند نہیں
کرتا۔

النَّاسُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (۱)

تو کہہ میں لوگوں کے پروگارگی پناہ میں آتا ہوں۔

مَلِكِ النَّاسِ (۲)

لوگوں کے مالک کی

إِلَهِ النَّاسِ (۳)

اور لوگوں کے معبدوں کی (پناہ میں)

اللَّهُ كَيْفَيْتُ :

- پاکش اور پرورش کرنے کی،
- مالک اور شہنشاہ ہونے کی،
- معبد اور لائق عبادت ہونے کی۔
- اس لئے کہ
- تمام چیزیں اسی کی پیدا کی ہوتی ہیں
- اور اسی کی ملکیت میں ہیں
- اور اسی کی غلامی میں مشغول ہیں۔

پس وہ حکم دیتا ہے کہ ان پاک اور برتر صفات والے اللہ کی پناہ میں آ جائے، جو بھی پناہ اور بچاؤ کا طالب ہو۔ شیطان جو انسان پر مفتر ہے اس کے وسوسوں سے بچاتے والا ہے۔ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے۔ ہر ایجمن اور بدکاریوں کو خوب زینت دار کر کے لوگوں کے سامنے وہ پیش کرتا رہتا ہے اور بہکانے میں راہ راست سے ہٹا دینے میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ اس کے شر سے وہی محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ بچائے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان ہے۔
لوگوں نے عرض کیا کیا آپ کے ساتھ بھی؟
آپ نے فرمایا:

نعم،

إِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ

ہاں: لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی ہے اور اس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور وہ مجھے صرف تسلی اور اچھائی کی بات ہی کہتا ہے۔

من شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (۴)

وسوس ذاتے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے۔

شیطان و سو سے ڈالتے ہیں:

بخاری اور مسلم میں حضرت انسؓ کی ربانی ایک واقع منقول ہے جس میں بیان ہے کہ حضرت جب اعتکاف میں تھے تو امام المؤمنین حضرت صدیقؓ آپ کے پاس رات کے وقت آئیں، جب واپس جانے لگیں تو حضور مجھی پہنچانے کے لیے ساتھ چلے۔ راستے میں دو انصاری صحابی مل گئے جو آپؓ کو بی بی صاحبؓ کے ساتھ دیکھ کر جلدی چل دیئے۔

حضورؓ نے انہیں آواز دے کر خبر ایسا اور فرمایا سنو! میرے ساتھ میری بیوی صدیق بنت حؓ ہیں۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! اس فرمان کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آپؓ نے فرمایا انسان کے خون کے جاری ہونے کی وجہ میں شیطان گھومتا پھرتا رہتا ہے مجھے خیال ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

مند احمد میں ہے کہ رسول اللہؐ اپنے گدھے پر سوار ہو کر ہمیں تشریف لے جا رہے تھے ایک صحابیؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ گدھے نے ٹھوکر کھائی تو ان کے مند سے انکا شیطان برپا ہو۔

آنحضرتؐ نے فرمایا یوں نہ کہواں سے شیطان بڑھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اپنی قوت سے گرا دیا اور جب تم بسم اللہ کہو تو وہ گھٹ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ یعنی کے برابر ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ سے شیطان پست اور مغلوب ہو جاتا ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے بڑا ہو جاتا ہے اور غالب آ جاتا ہے۔

مند میں ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہوتا ہے تو اس کے پاس شیطان آتا ہے اور اسے تھپلتا اور یہلاکتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے جانور کو یہلاکتا ہو پھر اگر وہ خاموش رہا تو وہ ناک میں تکلیل یا مشہ میں لگام چڑھادیتا ہے۔

الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (۵)

جولوگوں کے سینہ میں وسوہ ڈالتا ہے

مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ (۶)

خواہ وہ جن ہو یا انسان۔

شیطان جنوں اور انسانوں دونوں میں ہوتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث بیان فرمایا کہ تم خود اسے دیکھتے ہو۔

- تکلیل والاتوہ ہے جو ایک طرف جھکا کھڑا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتا ہو۔

- اور لگام والاتوہ ہے جو من کھولے ہوئے ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شیطان ابن آدم کے دل پر پچھل مارے ہوئے ہے جہاں یہ بھولا اور غفلت کی اس نے وسوے ڈالنے شروع کئے اور جہاں اس نے ذکر اللہ کیا اور یہ پیچھے ہٹا۔

سلیمانؑ فرماتے ہیں مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ شیطان راحت و رنج کے وقت انسان کے دل میں سوراخ کرنا چاہتا ہے یعنی اسے بہکانا چاہتا ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو یہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مردی ہے کہ شیطان برائی سکھاتا ہے جہاں انسان نے اس کی مان لی پھر ہٹ جاتا ہے۔
پھر فرمایا جو وسو سے ذاتا ہے لوگوں کے سینے میں لفظ ناس جو انسان کے معنے میں ہے اس کا اطلاق جنوں پر بھی بطور غالبہ کے آ جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اور جگہ برجال من الجن کہا گیا ہے تو جنات کو لفظ ناس میں داخل کر لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ غرض یہ ہے کہ شیطان جنات کے اور انسان کے سینے میں وسو سے ذاتا رہتا ہے۔

من الجنة والناس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جن کے سینوں میں شیطان وسو سے ذاتا ہے وہ جن بھی ہیں اور انسان بھی۔
اور وہ سرا مطلب یہ ہے کہ وہ وسواس ذاتی و الاخواہ کوئی جن ہو یا انسان جیسے اور جگہ

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَذُولًا شَيَاطِينَ الْإِنْسَانَ وَالْجِنَّ يُوحِي بِعَصْبُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقُوْلُ غُرُورًا
(6:112)

یعنی اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن انسانی اور جنات شیطان بنائے ہیں ایک دوسرے کے کان میں دھوکے کی باتیں بنانے کر رہتے رہتے ہیں۔

حدیث:
مند احمد میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کے پاس مسجد میں آیا اور پیٹھ گیا۔ اپنے فرمایا تماز بھی پڑھی؟
میں نے کہا نہیں۔ فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور دور کعتیں ادا کرو۔ میں اٹھا اور دور کعتیں پڑھ کر پیٹھ گیا۔

اپنے فرمایا اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو انسان شیطانوں اور جن شیاطین سے۔
میں نے عرض کیا (یا رسول اللہؐ کیا انسانی شیطان بھی ہوتے ہیں؟)
اپنے فرمایا باں۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! تماز کیسی چیز ہے؟
اپنے ارشاد فرمایا بہترین چیز ہے جو پا ہے کم کرے جو پا ہے زیادتی کرے۔
میں نے عرض کیا روزہ؟
فرمایا کافی ہونے والا قرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس زیادتی ہے۔

میں نے پھر پوچھا صدقہ؟

حضور نے فرمایا بہت ہی بڑھا چڑھا کر کئی گناہ کر کے بد لہ دیا جائے گا۔

میں نے پھر عرض کی حضور اکو تا صدقہ افضل ہے؟

فرمایا با و جو دنال کی کمی کے صدقہ کرنا یا پچکے سے چھپا کر کسی ملکیں فقیر کے ساتھ سلوک کرنا۔

میں نے سوال کیا حضور اس سے پہلے نبی کون تھے؟

اپنے فرمایا کہ حضرت آدم

میں کہا کیا وہ نبی تھے؟

اپنے فرمایا ہاں اور وہ بھی وہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بات چیت کی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! رسول کتنے ہوئے؟

فرمایا تین سو کچھ اور پرس بہت بڑی جماعت اور کبھی فرمایا تین سو پندرہ۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ان میں سب سے بڑی عظمت والی آیت

کوئی ہے؟

حضور نے ارشاد فرمایا آیتِ الکرسی:

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

یہ حدیث نسائی میں بھی ہے

مند احمد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ

یا رسول اللہ! میرے دل میں تو ایسے ایسے خیالات آتے ہیں کہ ان کا زبان سے نکالنا بھی پر

آسمان پر سے گر پڑتے سے بھی زیادہ برا ہے۔

نبیؐ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد و شکر ہے، جس نے شیطان کے مکروہ فریب

کو وہ سے میں ہی لوٹا دیا۔

یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی میں بھی ہے۔



© Copy Rights:

Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana

Lahore, Pakistan

www.quran4u.com